

تداعی کے ساتھ نفل نماز کی ادائیگی کے بارے میں ایک مفید فتویٰ

نفل کی جماعت

کرنا کیسا؟

فتویٰ

علامہ محمد اسحاق عطار قادری عطاری

مکتبہ اعلیٰ حضرت رضویہ دہلی

بسم الله الرحمن الرحيم

﴿پہلے اسے پڑھئے﴾

حسب سابق عوام کی معلومات میں اضافے اور رفع فتنہ و فساد کے لئے مکتبہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی ایک اور پیشکش حاضر خدمت ہے۔ چونکہ ”علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری مدظلہ العالی“ آج کل جناب ”مفتی عبدالقیوم ہزاروی دامت برکاتہم العالیہ“ کی زیر نگرانی فتویٰ نویسی کا کام بھی انجام دے رہے ہیں لہذا نفل نماز کے بارے میں آپ سے دریافت شدہ اس فتویٰ کو رسالے کی شکل میں عوام الناس کے فائدے کے لئے چھاپنا مناسب محسوس ہوا۔ اس مختصر لیکن افادیت کے لحاظ سے عظیم رسالے میں ”نفل نماز باجماعت بالتداعی“ ادا کرنے کے بارے میں واضح و روشن حکم ”تحقیقات اعلیٰ حضرت“ کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔ نیز حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی مدظلہ العالی (مہتمم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور و شیخوپورہ)، حضرت مفتی محمد اشفاق احمد صاحب قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ (مہتمم مدرسہ جامع العلوم خانیوال) اور محقق العصر حضرت علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی دامت فیوضہم (مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور) کی تصدیقات نے اسے مزید مزین فرمادیا ہے۔

انشاء اللہ عزوجل اس رسالے کے مطالعہ کے بعد قارئین کرام کے قلوب میں تداعی کے ساتھ نفل نماز باجماعت ادا کرنے کے بارے میں مستقبل قریب و بعید میں کسی قسم کا وسوسہ و شبہ پیدا نہ ہونے پائے گا۔ برائے مہربانی! اسے خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھوائیں تاکہ آپ بھی ”عوام الناس میں نیکیوں کی رغبت میں اضافے سلسلے میں کی جانے والی اس عظیم عملی کوشش میں حصہ دار بن کر دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب (ﷺ) کی رضا کے حصول میں آسانی کی دولت حاصل کر سکے۔“

خادم مکتبہ اعلیٰ حضرت

محمد اجمل عطاری عفی عنہ

۱۲ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ بمطابق 16 مئی 2000

﴿سائل . جناب محمد ساجد القادری الرضوی . واہ کنیٹ . ۷ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ زید اور بکر میں نفل باجماعت بالتداعی ادا کرنے کے سلسلے میں زبردست اختلاف پیدا ہو گیا ہے اور خطرہ ہے کہ یہ اختلاف ایک فتنہ عظیم کی شکل اختیار کر لے گا، چنانچہ جلد از جلد جواب عنایت فرمایا جائے، زید کے مطابق درایں صورت یہ جماعت ”بدعت سیئہ“ ہے اور اس میں شرکت کرنے والے ”گنہگار۔“ نیز وہ لوگوں کو اس قسم کی جماعتوں میں شرکت سے سختی کے ساتھ روکتا ہے۔“ جب کہ بکر کا موقف یہ ہے کہ ”چونکہ فی زمانہ عبادات سے بے رغبتی بڑھ رہی ہے، لہذا اگر اس طریقے سے لوگ عبادت کی طرف مائل ہو رہے ہیں تو انہیں منع نہیں کرنا چاہئے۔“ اب دریافت طلب امور یہ ہیں کہ

﴿1﴾ تداعی کے ساتھ جماعت کا کیا مطلب ہے؟

﴿2﴾ کیا نفل نماز باجماعت ادا کرنے والے واقعی گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو جو علماء و حفاظ و عوام الناس، رمضان کے مہینے عرصہ دراز سے شینے کے نام سے نفل نماز باجماعت ادا کر رہے ہیں یا صلوة التبیح وغیرہ، تو کیا یہ سب بھی ”گناہ کبیرہ“ کے مرتکب ہو رہے ہیں؟ کیونکہ صغیرہ اصرار سے کبیرہ بن جاتا ہے۔

﴿3﴾ اور اگر بکر کی بات درست ہے تو نفل باجماعت ادا کرنے کے جواز پر کوئی واضح دلیل موجود ہے یا

نہیں؟

﴿4﴾ اگر دلیل موجود ہے اور اسے زید کے سامنے پیش کیا جائے اور وہ اسے پھر بھی نہ مانے تو اس کے لئے

کیا حکم ہے؟

برائے مہربانی اگر جوابات ”تحقیقات اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی روشنی میں دیئے جائیں تو بہت خوب

ہے، کیونکہ زید و بکر دونوں علماء اہلسنت خصوصاً اعلیٰ حضرت سے بہت عقیدت رکھتے ہیں۔“

بینو اتوجروا

﴿الجواب﴾

بسم الله الرحمن الرحيم . وصلى الله تعالى خیر خلقه و نور عرشه و زينة فرشہ و قاسم رزقہ

دیئے جائیں گے۔

﴿1﴾ تداعی کا لغوی معنی، ”ایک دوسرے کو بلانا“۔ اور تداعی کے ساتھ جماعت کا مطلب ہے کہ ”کم از کم چار آدمی ایک امام کی اقتداء کریں۔“ (فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۷ جدید صفحہ ۴۳۱)

﴿2﴾ ﴿3﴾ دوسرے اور تیسرے سوال کا جواب صراحۃً حاصل کرنے کے لئے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ

حضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت پیش کیا گیا ایک سوال اور فقیہ اعظم کی طرف سے اس کا دیا گیا جواب، عام فہم انداز میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جائے۔

سوال :- کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ (یہ) جو اکثر جگہ رمضان شریف کے اخیر عشرہ (یعنی آخری دس دن) کی طاق (یعنی ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷ ویں) راتوں میں نوافل میں شبینہ پڑھا جاتا ہے یعنی ایک یا ایک سے زیادہ رات میں ختم قرآن عظیم ہوتا ہے اور یہ نوافل باجماعت پڑھے جاتے ہیں، یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ ایک صاحب فرماتے ہیں اگرچہ کلام مجید باجماعت نوافل ترتیل (یعنی حروف کو مخارج اور ان کی صفات) کے ساتھ ہی کیوں نہ پڑھا جائے، وہ بھی ممنوع ہے اور نیز کہتے ہیں کہ جماعت نوافل کی، سوائے تراویح کے اصلاً (یعنی بالکل) جائز نہیں اور جس حدیث میں تہجد کے وقت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی شرکت نوافل تہجد آنحضرت (ﷺ) کے پیچھے وہ مثبت صرف اقتداء ایک شخص کا ہے (یعنی وہ حدیث صرف ایک شخص کی اقتداء کے درست ہونے کے جواز کو ثابت کرتی ہے۔) ان مسائل کو امید ہے کہ شرح (یعنی واضح اور تفصیل کے ساتھ) بیان فرمائیں گے۔ جزاک اللہ خیر الجزاء۔

الجواب :- علماء نے بنظر منع کسل و ملال (یعنی سستی و زحمت کو روکنے کی طرف توجہ کرنے کے باعث) قلم مدت ختم قرآن عظیم (یعنی قرآن پاک ختم کرنے کی کم سے کم مدت) تین مقرر فرمائی، مگر اہل قدرت و نشاط بہر (یعنی ہر قسم کی عبادات کی ہمت و رغبت رکھنے والوں) کو ایک شب میں ختم کی بھی ممانعت نہیں، بہت اکابرین دین سے منقول ہے،

کما بسطہ المولیٰ عبد الغنی النابلسی قدس سرہ القدسی فی الحدیقة الندیة وغیرہ فی

خود امام اعظم رضی اللہ عنہ نے دو رکعت میں قرآن ختم کیا، کمافی الدر مختار (یعنی جیسا کہ در مختار میں ہے۔ باب العیدین میں ہے)

نفل غیر تراویح (یعنی تراویح کے علاوہ نفل نماز) میں امام کے سوا تین آدمیوں تک اجازت ہے ہی، چار کی نسبت کتب فقہیہ میں ”کراہت“ لکھتے ہیں یعنی ”کراہت تنزیہہ“ جس کا حاصل (یعنی نتیجہ) ”خلاف اولیٰ“ ہے نہ کہ ”گناہ حرام۔“ کماہ فی فتاوانا (جیسا کہ ہم نے اسے اپنے فتاویٰ میں بیان کیا ہے۔)

مگر مسئلہ ”مختلف فیہ“ ہے (یعنی یہ ایسا مسئلہ ہے کہ جس میں علماء کرام کی آراء مختلف ہیں) اور ”بہت اکابر دین سے جماعت نوافل بالتداعی ثابت ہے“، اور ”عوام فعل خیر (یعنی اچھے کام) سے منع نہ کئے جائیں گے، علماء امت و حکماء ملت نے ایسی ممانعت سے منع فرمایا ہے“، ”در مختار“ میں ہے، ”اما العوام فلا یمنعون من تکبیر ولا تنفل اصلاً لقلة رغبتهم فی الخیرات۔ بحر (عوام کو تکبیرات اور نوافل سے کبھی بھی منع نہ کیا جائے کیونکہ پہلے ہی نیکیوں میں ان کی رغبت کم ہوتی ہے۔ بحر۔ باب العیدین)

اسی میں ہے، ”ولا یمنع العامة من التکبیر فی السواق فی ایام العشر وہ ناخذ، بحر و مجتبیٰ وغیرہ (یعنی عوام کو ان (ذی الحجہ) کے دس دنوں میں بازار میں تکبیرات پڑھنے سے منع نہ کیا جائے، اسی پر ہمارا عمل ہے، بحر مجتبیٰ۔ باب العیدین)

”حدیقہ ندیہ“ میں ہے، ”ومن هذا القبیل نہی الناس عن صلوة الرغائب بالجماعة و صلوة لیلة القدر ونحو ذالک وان صرح العلماء بالکراہة بالجماعة فیہا فلا یفتی بذالک العوام لثلا نقل رغبتهم فی الخیرات وقد اختلف العلماء فی ذلک فصنف فی جوازها جماعة من المتأخرین و ابقاء العوام راغبین فی الصلوة اولیٰ من تنفیرهم (یعنی لوگوں کو نماز غائب یا جماعت ادا کرنے اور لیلة القدر کے موقع پر نماز وغیرہ کرنا سے منع کرنا بھی قبیل سے ہے) (یعنی جس طرح عوام الناس کو بازاروں میں تکبیرات منع نہ کیا جائے اسی قسم و جنس سے یہ مذکورہ نفل نمازیں بھی ہیں یعنی ان سے بھی منع نہ کیا جائے) اگرچہ علماء نے ان کی جماعت

رکھنا انہیں نفرت دلانے سے کہیں بہتر ہوتا ہے، **‘الخلق الثامن والاربعون من الاخلاق. الخ’**

(فتاویٰ رضویہ. جلد ۷ جدید. صفحہ نمبر ۴۶۴)

مذکورہ جواب سے ”صراحتہ“ درج ذیل امور حاصل ہوئے۔

i) علماء کرام نے سستی و کاہلی و زحمت کے خوف کے پیش نظر قرآن پاک ختم کرنے کی کم از کم مدت تین دن مقرر فرمائی ہے۔

ii) لیکن ذوق و شوق و قدرت رکھنے والے حضرات کے لئے شب میں ختم کرنا ممنوع نہیں۔ (بشرطیکہ قرآن برعایت تجوید پڑھا جائے۔)

iii) تداعی کیساتھ نوافل کی جماعت میں علماء کا اختلاف رہا ہے، بعض اسے ”جائز“ اور بعض مکروہ فرماتے ہیں۔

iv) جہاں اسے ”مکروہ“ قرار دیا گیا ہے، وہاں ”مکروہ تنزیہی“ مراد ہے۔

v) مکروہ تنزیہی فعل کرنا، ”خلاف اولیٰ“ ہوتا ہے اور ”خلاف اولیٰ کا ارتکاب“ گناہ و حرام“ نہیں۔

اعلیٰ حضرت، ”فتاویٰ رضویہ جلد ۴ (قدیم)“ میں مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ

”کراہت تنزیہ“ کا حاصل ”خلاف اولیٰ“ یعنی بہتر نہیں، نہ یہ کہ ”نا جائز و ممنوع“ ہو۔ بعض علمائے لکھنؤ نے جو اپنے بعض رسائل میں مروہ تنزیہی کو ”گناہ صغیرہ“ لکھ دیا، ”سخت ذلت کبیرہ“ ہے جس کے ”بطلان“ پر صد ہا کلمات ائمہ و دلائل شرعیہ ناطق۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے اس قول کے رد میں چند مختصر سطور مسکئی بہ ”**جمل مجلیہ ان المکروہ تنزیہا لیس بمعصیۃ**“ لکھیں۔

vi) اگر عوام الناس کسی ”فعل خیر“ کی طرف مائل ہو رہے ہوں، چاہئے یہ مائل ہونا کسی ”خلاف اولیٰ“ عمل کے ارتکاب سے ہی کیوں نہ ہو، انہیں ”منع نہ کیا جائے“، کیونکہ انہیں، نماز و دیگر نیک اعمال و افعال کی طرف راغب رکھنا نفرت دلانے سے کہیں بہتر“ اور ”شریعت کو مطلوب“ ہے

جس کی معرفت کے لئے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی درج ذیل تحقیق کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ذہن نشین کر لینا، بے حد نفع بخش رہے گا (خصوصاً اہل علم حضرات کے لئے)۔

انشاء اللہ تعالیٰ

آپ فرماتے ہیں کہ قول دو قسم کے ہیں ”صوری“ اور ”ضروری“ ﴿صوری﴾، منقول قول (ہوتا) ہیا اور ﴿ضروری﴾ وہ ہے جو خاص طور پر کسی قائل کا قول نہ ہو، لیکن وہ قول ضمناً ہو اور ضرورتاً اس کا حکم کیا گیا ہو یعنی اگر وہ اس خصوص میں کلام کرتا تو یہ کلام کرتا۔ اور بسا اوقات حکم ضروری، حکم صوری کے مخالف ہوتا ہے، ایسی صورت میں قول ضروری غالب ہوتا ہے اور اگر اس صورت میں کوئی قول صوری اختیار کرے تو قائل کی مخالفت قرار پاتا ہے، اور قول صوری سے عدول کرنا قول ضروری کو اپنانا، اس کی موافقت اور اتباع قرار پائے گا، مثلاً زید ایک نیک شخص ہے تو عمر نے اپنے خادم کو اس کی تعظیم و تکریم کا حکم دیا اور صراحت کے ساتھ کھلم کھلا دیا اور باصرار و تکرار دیا اور وہ پہلے یہ کہ چکا تھا کہ ”فاسق کی تعظیم کبھی مت کرنا۔“ اب ایسا ہوا کہ کچھ عرصہ بعد زید فاسق ہو گیا، اب اگر شخص کے خادم پہلے نص کی وجہ سے اس کی تعظیم کریں تو گنہگار ہونگے اور نہ کریں گے تو فرماں بردار قرار پائیں گے۔ اور اس قسم کی چیزیں اقوال ائمہ میں بھی ہوتیں اور ان کے اسباب یہ ہو سکتے ہیں، ”ضرورت، حرج، عرف، تعامل، اہم مصلحت اور دفع فساد۔“ اور یہ اس لئے ہے کہ ”ضرورتوں کا استثناء“، ”حرج کا دفع کرنا“، ”عرف کو اختیار کرنا“ اور تعامل پر عمل کرنا“ یہ ایسے شرعی قواعد کلیہ ہیں، جو سب کو معلوم ہیں اور ائمہ یا تو ”ان کی طرف مائل ہیں“ یا ”ان کے قائل ہیں“ ”یا“ ان پر اعتماد کرتے ہیں۔“ اگر کسی مسئلے میں امام (یعنی حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ) کی نص موجود ہو اور پھر یہ تغیرات پائے جائیں تو ہم قطعی طور پر جان لیں گے کہ اگر یہ امور، حضور امام اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد میں ہوتے تو آپ کا قول پر ان کے مقتضی پر ہوتا، نہ کہ ان کے خلاف۔ ایسی صورت میں ان کے ضروری قول پر عمل، جو آپ سے منقول نہ ہو، یہ آپ سے مسائل شمار کرائے ہیں اور بہت سے مسائل کے لئے اغتباہ کا حوالہ دیا ہے، اور فرمایا ہے کہ ”ان تمام کے احکام، زمانہ کے تغیرات کی وجہ سے بدل گئے ہیں، یا تو ضرورت کی وجہ سے، یا عرف کی وجہ سے، یا احوالِ قرآن کے باعث

اسی نے، مجتہدین فی المذہب کو جرات دی ہے اور متاخرین صاحب الرائے نے ظاہر مذہب کی کتب سے ثابت شدہ مذہب کی جو مخالفت کی ہے، وہ اپنے زمانے کے اعتبار سے ہے جیسا کہ خود انہوں نے اس کی تصریح کی ہے۔“

﴿صحیفہ فقہ اسلامی . بحوالہ فتاویٰ رضویہ . جلد اول . کتاب الطہارۃ صفحہ ۳۸۵﴾

آقائے نعمت، امام اہلسنت رضی اللہ عنہ کے فتویٰ مبارکہ، اس کے جواب اور اس سے حاصل شدہ امور کے ذریعے، ”دوسرے اور تیسرے“ سوال کا جواب بخوبی حاصل ہو گیا۔ نیز اس کے ساتھ زید کا ”شرعی احکام کے معاملے میں“ ”جاہل“ بھی واضح طور پر ثابت ہوا، کیونکہ سوال کے مطابق ”وہ تداعی کے ساتھ نوافل ادا کرنے والوں کو“ ”گناہگار بدعتی“ قرار دیتا ہے، حالانکہ ”تحقیقات اعلیٰ حضرت (رضی اللہ عنہ) کی روشنی میں ثابت ہو چکا ہے کہ“ ”خلاف اولیٰ کا ارتکاب گناہ نہیں۔“ بلکہ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس کے ”باجماعت، تداعی کے ساتھ نوافل ادا کرنے والوں پر“ ”بدعتی و گمراہ“ کا فتویٰ جاری کرنے کی صورت میں ”بے شمار اکابرین امت“ بھی اس کی زد میں آجاتے ہیں، کیونکہ ما قبل مذکور ہوا کہ ”بہت اکابرین دین سے جماعت نوافل بالتداعی ثابت ہے۔“

﴿4﴾ چوتھے سوال کے جواب کے سلسلے میں عرض ہے کہ ”اولاً نرمی و شفقت کے ساتھ اس کے سامنے اعلیٰ حضرت کی تحقیق پیش کی جائے، اگر وہ واقعی اعلیٰ حضرت کی ”علمی وقعت و جامعیت و قطعیت“ پر ”اعتماد کامل“ رکھتا ہے تو اب اسے قبول حق“ سے کوئی چیز ”مانع نہیں“ ہونی چاہئے۔ ہمارے ”اکابرین“ کا یہی طریقہ رہا ہے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی تحقیق کے بعد ”مزید کسی وضاحت“ کی ضرورت محسوس نہ فرماتے تھے اور نہ ہی ان کے نزدیک ”اس کے مقابل کوئی تحقیق قابل قبول تھی۔“ جیسا کہ،

حضرت علامہ غلام رسول رضوی مدظلہ العالی ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمارے آقائے نعمت محدث اعظم

پاکستان مولانا سید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ جو مولانا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ کی تحقیقات مبارکہ کے ”مقابل اپنی تحقیق“ پر اتراتا، اور اسے ”ترجیح“ دیتا ہے، تو یہ اس کی ”تحقیق نہیں“ بلکہ ”تجہیل (یعنی

ہم سے ”برداشت نہ“ ہوگی۔ یہ مدرسہ انوار العلوم، اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے ”نظریات حقہ کا علم بردار“ ہے، ہم کیا ہیں؟“ جو کچھ ہیں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ ہیں، سب کچھ انہیں کا صدقہ“ ہے، ہم انہیں کے ”ریزہ خوار“ ہیں، ہم انہیں کے ”نام لیوا“ ہیں۔ جو شخص اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے ”نظریات و تحقیقات شریفہ“ سے ”متفق نہیں“، ہم اسے ”برداشت نہیں“ کر سکتے، ہمارے مدرسے میں ایسے شخص کی ”کوئی گنجائش نہیں۔“

اور اکابرین عصر میں سے حضرت علامہ ابو داؤد محمد صادق مدظلہ العالی ارشاد فرماتے ہیں کہ ”سن لو جس کو اعلیٰ حضرت کی تحقیق و فتویٰ سے اتفاق نہیں“ خدام اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کو بھی کسی ”ادنیٰ حضرت“ کی نام نہاد تحقیق سے اتفاق نہیں۔“

(رضائے مصطفیٰ (ﷺ). رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ)

نیز جب کسی ”پروفیسر“ نے لکھا ”ہماری رائے یہ ہے کہ“ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت آج خود موجود ہوتے تو ضرورت حالات کے پیش نظر (تصویر کے مسئلہ میں) جواز و عدم ممانعت کا حکم لگاتے بلکہ اسے جائز قرار دیتے اور ہمارے موقف کی تائید فرماتے۔“..... تو حضرت موصوف دامت فیوضہم نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا، ”سوال یہ ہے کہ“ پروفیسر صاحب مذکور“ پروفیسری سے تو نئے نئے مشرف ہیں، لیکن انہیں چیف جسٹس کس نے بنادیا کہ وہ اتنے بڑے بیان جاری کرنے لگے ہیں؟ آخر ان کی حیثیت کیا ہے؟ اور ان کی رائے کی اہمیت کیا ہے؟“ کہاں اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت اور عرب عجم کے اکابر علماء میں ان کے مقبول و مسلم فتاویٰ مبارکہ کا مقام، اور کہاں یہ بے چارے پروفیسر صاحب اور ان کی رائے عالی نہیں بلکہ اسفل اور اعلیٰ حضرت کے متعلق نازیبا زبان و افتر پردازی۔ پروفیسر صاحب! خدا سے ڈرو، اپنی حد میں رہو اور بحکم حدیث ”البرکۃ مع اکابر کم“ اور بزرگان دین و مشائخ اہلسنت کے بھی ”اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی معیت و پیروی اختیار کرو۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کو زیر بحث لانے اور ان کے فتاویٰ مبارکہ میں تحریف، خیانت اور ان میں مداخلت و ملاوٹ کا خیال اپنے دماغ سے نکال دو۔“

﴿رضائے مصطفیٰ (ﷺ). ماہ رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ﴾

رسول رضی اللہ عنہ کی جملہ تحریریں عین ”قرآن و سنت“ کے مطابق ہیں۔ اگر شیطان کے وسوسوں میں پھنس جائے تو اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی کسی بھی تحریر پر ”تنقید“ کی یا ”تنقید کرنے والے کی صحبت اختیار کی بلکہ اس کی تو ”خبردار! کہیں ایمان سے ہاتھ نہ دھو بیٹھیں۔“

اگر زید، اکابرین امت کی ”ان تصریحات“ کے باوجود اپنے ”سابقہ موقف“ پر ڈٹا رہے تو اسے اس میں جبراً چاہئے، ہاں اگر ممکن ہو تو ”اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے درج ذیل دو پیغام“ اس تک ضرور پہنچا دیں۔ پہلا خود آپ کی طرف سے ہے جب کہ دوسرا علامہ شامی رضی اللہ عنہ کا قول مبارک ہے چنانچہ،

﴿1﴾ عوام ”کو اللہ عز و جل“ کے ”ایسے ذکر“ سے منع کرنا ”جو شرعاً گناہ نہ ہو، محض بدخواہی عام مسلمانوں کا مرتکب“ نہ ہوگا مگر متقصد (پھٹے پرانے حال والا) کہ مقاصد شرع سے جا مل و نا واقف ہو، یا (یعنی جتکلف ڈینگیں مارنے والا) کہ ”مسلمانوں میں اختلاف ڈال کر اپنی رفعت و شہرت چاہتا ہو“

(فتاویٰ رضویہ . جلد ۴ (قدیم) . صفحہ ۵)

﴿2﴾ علامہ شامی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ارشاد فرمایا، ”اس سے معلوم ہوا کہ ”مفتی“ یا ”قاضی“ کے عہدے کے ظاہر کو پکڑ کر بیٹھ جانا اور ”لوگوں کے عرف“، ”قرائن واضحہ“ اور لوگوں کے احوال“ سے صرف نظر سے حقوق زائل ہو جانے کا باعث ہوگا اور ”خلق خدا پر ظلم و تعدی“ ہوگی۔“

﴿فتاویٰ رضویہ . جلد اول صفحہ ۳۹۳﴾

واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ اعلم بالصواب

اللہ تعالیٰ قبول حق کی توفیق عطا فرمائے -